نورین رمضان
لیکچرار، تعمیرِ نو کالج، کوئٹہ

اسد محمد خان کے منتخب افسانے: موضوعاتی مطالعہ

Abstracts

Selected Fictions of Asad Muhammad Khan: A Thematic Study

By Noreen Ramzan, Lecturer, Tameer-e-Nau College, Quetta.

Asad Muhammad Khan is a big name in Urdu fiction. He deals with social issues very well in Urdu fiction, many characters of his fiction are timeless. In terms of style, language and narration, his fictions are considered masterpieces. In this paper, Asad Muhammad Khan's fictions have been studied thematically. Several collections of his fictions have come to the fore-khidki ki bhar aasman, burj khmoshan, gussey ki nai fasal, narbada or dosari kahaniyan, teesrey pehar ki kahaniyan, ak takada dhoop ka.

Keywords: Asad Muhammad Khan, Urdu Afsana, Khidki Bhar Aasman, Burj-e-Khmoshan, Gussey ki Nai Fasl, Narbada or Doosari Kahaniyan, Teesrey Pehar ki Kahaniyan, Aik Tukda Dhoop ka.

اسد محمد خان اردو افسانے کا ایک بڑا نام ہیں۔ انھوں نے اردو افسانے میں سماجی موضوعات کو بہت خوبی سے برتا ہے ان کے افسانوں کے کئی کردار لازوال ہیں۔ اسلوب اور زبان و بیان کے حوالے سے بھی ان کے افسانے شاہکار محسوس ہوتے ہیں۔ اس مقالے میں اسد محمد خان کے افسانوں کا موضوعاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

اسد محمد خان ریاست بھوپال میں پیدا ہوئے اور وہ پٹھانوں کے قبیلے ”اورک زئی“ میں خاندان ”میر عزیز خیل“ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے جد، ریاست بھوپال کے بانی خان معظم سردار دوست محمد خان تھے۔ اسد محمد خان

کے دادا کا نام کمال محمد جان تھا، جو کہ ایک جاگیر دار / زمین دار کسان تھے۔ اسد محمد خان کے والد کا نام عزت محمد خان تھا جو کہ مقامی ہائی اسکول میں مصوّری کے اُستاد تھے۔ اور مصوّری میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان کی والدہ مرزا اسد اللہ خان غالب کے شاگرد نواب یار محمد خان شوکت کے منجھلے بیٹے سردار سلطان کی بیٹی تھیں۔ وہ بڑی نیک اور خود دار خاتون تھیں۔(۱)

اسد محمد خان ۲۶/ ستمبر ۱۹۳۲ء کو پٹھانوں کے قبیلے اورک زئی اور میر عزیز خیل کے آبائی گھر میں پیدا ہوئے۔ اسد محمد خان کل دس بہن بھائی تھے جن میں پانچ بہنیں اور پانچ بھائی شامل تھے۔ اسد محمد خان کی دو شادیاں ہوئی تھیں۔ ان کی پہلی شادی ۱۹۶۱ء میں بھوپال میں ہوئی تھی جن سے ان کا بڑا بیٹا محمد اویس خان ہے لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر یہ شادی چل نہ سکی اور ۱۹۶۳ء میں یہ رشتہ منسوخ ہوگیا۔ اس کے بعد وہ ۱۹۶۵ء میں اپنی ایک عمزاد ''فرزانہ'' سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے اور ان سے ان کی تین بیٹیاں ہیں جن میں بانو ایمن، بانو غزل اور بانو سمن شامل ہیں۔(۲) بیگم فرزانہ پڑھی لکھی خاتون تھیں اور اُردو میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔ اسد محمد خان نے اپنے عملی زندگی کا باقاعدہ آغاز مئی ۱۹۵۰ء سے کیا لیکن اس سے پہلے بھی وہ ابتدائی تعلیمی دنوں میں بوائے اسکاؤٹ رہ چکے تھے۔ علاوہ ازیں انھیں نویں، دسویں جماعت میں اسکول میگزین کے نائب مدیر کے عہدے پر فائز ہونے کا شرف بھی ملا اور ان دو سالوں میں ان کے دو نثری مضامین اس میگزین کے ذریعے منظرِ عام پر آئے۔(۳)

اسد محمد صاحب کی پہلی ادبی تخلیق ایک تاثراتی خاکہ ہے اور ساتھ ہی انھوں نے ''مہاتما گاندھی'' کی موت پر Obituary ۱۹۴۹ء میں تحریر کی اور یہ دونوں تحریریں ان کے اسکول کے میگزین میں شائع ہوئی تھیں۔ اسد محمد خان نے باقاعدہ ادبی سفر کا آغاز ۱۹۶۰ء میں شاعری سے کیا۔ شاعری کا آغاز انھوں نے ساقی فاروقی کے اصرار پر کیا تھا۔ کراچی اور بنگلور سے شائع ہونے والے رسالے ''سوغات'' میں ان کی ابتدائی چار نظمیں اور ''نیا دَور'' کراچی میں پہلا گیت ''وندھیا چل کی آتما'' منظرِ عام پر آیا۔ اسد محمد خان کی اوّلین شعری تخلیقات میں ایک گیت اور ''نو منزلہ بلڈنگ'' کے عنوان سے نظم شائع ہوئی۔(۴) ۱۹۹۷ء میں اسد محمد خان کے گیتوں کا مجموعہ ''رکے ہوئے ساون'' کے عنوان سے منظرِ عام پر آیا۔ اسد محمد خان کے ٹیلی وژن کے لیے لکھے گئے گیتوں کی تعداد ۱۵۰ سے زائد ہے جن میں سے چند مشہور گیتوں کے چند بول درج ذیل ہیں:

۱۔ انوکھا لاڈلا کھیلن کو مانگے چاند۔

۲۔ موج بڑھے یا آندھی آئے دِیا جلائے رکھنا ہے۔

۳۔ میں تو چلی اے رے سکھیوں بدیسوا، بابل کی گلیوں سے دُور۔

۴۔ زمین کی گود رنگ سے، اُمنگ سے بھری رہے۔

۵۔ تم سنگ نیناں لاگے۔

اسد محمد خان کے گیتوں میں سب سے نمایاں رنگ وطنیت کا ہے۔ (۵)

اسد محمد خان نے ۱۹۷۰ء سے افسانہ لکھنے کا آغاز کیا اور ان کا پہلا افسانہ "باسودے کی مریم" ۱۹۷۱ء میں رسالہ "فنون" لاہور میں شائع ہو کر منظرِ عام پر آیا۔ اس افسانے کے مرکزی کردار مریم کو اسد محمد خان نے بہترین انداز میں اس طرح تراشا ہے۔ (۶)

اسد محمد خان کے منظرِ عام پر آنے والے افسانوں کے مجموعوں میں چھ مجموعے شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے پانچ مجموعوں کی ایک کتاب "جو کہانیاں لکھیں" بھی شائع ہو چکی ہے۔ ان کی ایک اور کتاب "یادیں: گزری صدی کے دوست" بھی ۲۰۱۵ء میں دہلی سے منظرِ عام پر آئی جو کہ ان کی یادداشتوں اور خاکوں کا مجموعہ ہے۔ اسد محمد خان کے افسانوں کے ذیل مجموعے منظرِ عام پر آچکے ہیں: کھڑکی بھر آسمان، برج خموشاں، غصّے کی نئی فصل، نربدا اور دوسری کہانیاں، تیسرے پہر کی کہانیاں، اِک ٹکڑا دُھوپ کا۔

"کھڑکی بھر آسمان" اسد محمد خان کے افسانوں کا پہلا مجموعہ ہے جو کہ ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔ اس مجموعے میں کل ۱۲ افسانے شامل ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں: یوم کپور، باسودے کی مریم، مئی دادا، گھر، ترلوچن، براوو! براوو!، ناممکنات کے درمیان، فورک لفٹ ۳۵۲، ایک وحشی خیال کا منفی میلا پن، ایک ذلیل سائنس فکشن، ہے للّا للّا، سوروں کے حق میں کہانی۔ (۷)

"برجِ خموشاں" اسد محمد خان کے افسانوں کا دوسرا مجموعہ ہے جو کہ ۱۹۹۰ء میں ابن حسن پریس سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آیا۔ اس مجموعے میں ایک مناجات، بارہ افسانے اور اُردو تراجم پیش کیے گئے ہیں۔ اس مجموعے میں شامل افسانوں کے نام درج ذیل ہیں: گھس بیٹھیا، چاکر، گھڑی بھر کی رفاقت، ملفوظاتِ بھپوتا، ڈزنگ، مردہ گھر میں مکاشفہ، شہر کوفہ کا محض ایک آدمی، برجِ خموشاں، مرتبان، آوازوں کا ایک ناٹک، مرتبان، ایک سمری، کورس، دودھناتھ سنگھ کی کہانی، بور خیس کی کہانی، دستِ خداوند کی تحریر۔ (۸)

"غصّے کی نئی فصل" اسد محمد خان کے افسانوں کا تیسرا مجموعہ ہے جو کہ ۱۹۹۷ء میں کراچی سے منظرِ عام پر آیا۔ اس مجموعے میں شامل افسانوں کی کل تعداد ۱۱ ہے اور جن کے نام درج ذیل ہیں: غصّے کی نئی فصل، سے لون، سرکس کی سادہ کہانی، وقائع نگار، جشن کی ایک رات، برجیاں اور مور، ہٹلر، شیر کا بچہ، آدمی نامہ، طوفان کے مرکز میں، سارنگ، ایک سنجیدہ ڈی ٹیکٹو اسٹوری، اس مجموعے میں شامل "غصّے کی نئی فصل"، "جشن کی ایک رات" اور "ایک سنجیدہ ڈی ٹیکٹو اسٹوری"، تینوں کہانیاں ادبی دنیا میں اسد محمد خان کا تعارف ہیں۔ اس مجموعے کی سب سے نمایاں خوبی

یہ ہے کہ اسد محمد خان نے حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے بہت اہم مسائل کو پیش کیا ہے۔ کتاب کی ابتدا میں ''ایک بے خوف آدمی کے بارے میں'' کے عنوان سے کشور خان چنگی جو کہ مصنف کا بندر گاہ کا دوست تھا، کی رُوداد قارئین کے لیے پیش کی گئی ہے۔(۹)

> ''نربدااور دوسری کہانیاں'' اسد محمد خان کے افسانوں کا چوتھا مجموعہ ہے۔ یہ مجموعہ ۲۰۰۳ء میں سٹی پریس بک شاپ، کراچی سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آیا۔ اس مجموعے میں کل ۱۲ افسانے شامل ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں: نربدا، رگھوبا اور تاریخ فرشتہ، ایک میٹھے دن کا انت، نصیبوں والیاں، جانی میاں، داستان سرائے، موتبر کی باڑی، اِلّی گجر کی آخری کہانی، ندی اور آدمی، مرد، عورت، بچہ اور سلو تری، ایک دشت سے گزرتے ہوئے، خفت میں پڑا ہوا مرد۔(۱۰)

''تیسرے پہر کی کہانیاں'' اسد محمد خان کے افسانوں کا پانچواں مجموعہ ہے۔ اس مجموعے میں ایک نظم ''دریا اب میرا ہوا'' اور کل چودہ افسانے اور ایک ترجمہ ''ایک تحریر آئی وو آندرچ'' بھی شامل ہیں جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں: دار لخلافے اور لوگ، ماشٹر، تصویر سے نکلا ہوا آدمی، روپالی، اپنے لوگوں سے سنی ایک شگفتہ کہانی، عون محمد وکیل بے بے اور کاکا، کھلتی دھوپ اُجلے سائے، شہر مردگان، ایک کمپوزیشن، ایک بلیک کامیڈی، گنجے ایڈورڈ کا سورج، جناب صدر گلاب کی پتیاں اور گڑ کیری کا شربت، سفید گایوں کا میساک، خانوں، ایک تحریر آئی وو آندرچ۔(۱۱)

''اِک ٹکڑا دُھوپ کا'' یہ اسد محمد خان کے افسانوں کا چھٹا مجموعہ ہے جس میں کل بارہ افسانے موجود ہیں۔ یہ مجموعہ ۲۰۱۰ء میں القا پبلی کیشنز، لاہور سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آیا۔ اس مجموعے میں شامل ۱۲ افسانوں کے نام درج ذیل ہیں: قافلے کے ساتھ ساتھ، وارث، کوکون، چھوٹے بور کا پستول، اِک ٹکڑا دُھوپ کا، دارو کا اڈہ، دانی کی کہانی، دھماکے میں چلا بزرگ، ملنگنی کا قصّہ ابوب کا چائے خانہ، مدھوری بائی کی ادھوری کہانی، ہمسائے۔(۱۲)

اس کے علاوہ اسد محمد خان کے پانچ مجموعوں کی کلیات ''جو کہانیاں لکھیں'' ۲۰۰۶ء میں اکادمی بازیافت، کراچی سے شائع ہوئی۔(۱۳)

ان کے سفر ناموں اور خطوط پر مشتمل ایک اور کتاب ''ٹکڑوں میں کہی گئی کہانیاں'' بھی ۲۰۰۶ء میں شائع ہوئی۔ ان کی یادداشتوں اور خاکوں پر مشتمل کتاب ''یادیں: گزری ہوئی صدی کا دوست'' ۲۰۱۵ء میں دہلی سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آئی۔(۱۴)

ناول نگاری کے حوالے سے اسد محمد خان کا کہنا تھا کہ ناول کے لیے انھوں نے ''خانوں'' کے نام سے ایک باب کی ابتدا کی لیکن اس کی تکمیل نہ کر سکے۔ البتہ ''رسالہ دار'' کے عنوان سے ان کا ایک ناولٹ بھی زیرِ طبع

ہے۔ سفر نامے کے حوالے سے اسد محمد خان کا کہنا ہے کہ اُردو سفر نامہ نویسی میں کئی پُر قوت تجربات ملتے تھے، جن کی تقلید کے بجائے خود اپنا اسلوب تشکیل دیا۔[۱۵]

رسالہ ''اجرا'' (۲۰۲۳ء) اسد محمد خان نمبر شائع ہوا جس میں ان کی دیگر تخلیقات، میں حمد و نعت، خطوط، شعری تراجم اور نثری تراجم شامل ہیں۔ اسد محمد خان کو ان کی خدمات کے اعتراف میں کئی اعزازات سے بھی نوازا گیا جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ اسد محمد خان کے افسانوں کے مجموعے ''ز بدا'' کو سال ۲۰۲۳ء کی بہترین تصنیف ہونے کی بدولت اکادمی ادبیات کی جانب سے قومی ایوارڈ ''بابائے اُردو مولوی عبد الحق ایوارڈ'' سے نوازا گیا۔

۲۔ ۲۰۰۳ء میں مجلس فروغ اُردو اَدب، دوحہ قطر کی جانب سے بھی ایوارڈ سے نوازا گیا۔

۳۔ ۲۰۰۴ء میں اسد محمد خان کو پاکستان اور امریکا میں فعال، غیر سرکاری ادبی تنظیم فیض محمد فاؤنڈیشن کی جانب سے ''احمد ندیم قاسمی ایوارڈ برائے فکشن'' سے نوازا گیا۔

۴۔ ادبی خدمات کے بدلے میں ۲۰۰۷ء میں ''گیارھویں عالمی فروغ اُردو اَدب ایوارڈ'' عطا ہوا۔

۵۔ ۲۰۰۷ء میں ہی ایک اور ایوارڈ بھی عطا ہوا جو کہ ''شیخ ایاز ایوارڈ برائے نثر'' تھا جو کہ حکومت سندھ کی جانب سے عطا کیا گیا تھا۔

۶۔ ۲۰۰۹ء میں ''صدارتی تمغہ امتیاز'' سے بھی نوازا گیا۔

۷۔ سکرپٹ رائٹنگ کی بدولت آڈیو وژل میڈیا کا مقبول ترین ''نگار ایوارڈ'' بھی حاصل ہوا۔

۸۔ ۲۰۱۰ء میں اسد محمد خان کو ''تہذیب ایوارڈ پاکستان'' عطا ہوا۔

۹۔ ۲۰۱۲ء میں ''انجمن ترقی پسند مصنّفین ایوارڈ'' سے سرفراز ہوئے۔

۱۰۔ ۲۰۱۹ء میں ''حاصل زندگی ایوارڈ'' از طرف عطاء الحق قاسمی سے نوازا گیا۔

۱۱۔ ۲۰۲۱ء میں ''پاکستان اکیڈمی آف لیٹرز لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ'' عطا ہوا۔

۱۲۔ ۲۰۲۲ء میں یارکشائر ادبی فارم، برطانیہ کی جانب سے ''اعترافِ کمالِ فن ایوارڈ'' سے نوازا گیا۔[۱۶]

اردو افسانے کا جائزہ لیا جائے تو اس بات کا ادراک ہوتا ہے کہ ہم عصر اردو افسانے میں اسد محمد خان اپنے افسانوں کے متنوع موضوعات اور اسلوب کی بنا پر ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ اسد محمد خان ایک بہت سنجیدہ افسانہ نگار ہیں ان کے افسانے کے موضوعات مختلف اور منفرد ہیں۔ ان کی نثری تخلیقات کے آٹھ مجموعوں میں تقریباً 77 کہانیاں ہیں۔ اگر ہم ان کے موضوعات کا گوشوارہ مرتب کرنا چاہیں تو اس کی موضوعاتی صورت یہ ہو گی۔ انسانی اقدار سے متعلق افسانے۔ اخلاق اخوت اور وفاداری پر مبنی افسانے۔ انسان کی انفرادی صفات پر مبنی افسانے، نفسیاتی

افسانے، طوائفوں کے مسائل، سیاسی مسائل، فطرت پر مبنی افسانے، ٹیکنالوجی کے مضر اثرات پر مبنی افسانے۔

ان کے افسانے ''ہے للاللا'' میں کلاسکی موسیقی کی موت اور مادیت پرستی اور جنسی بے راہ روی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ان کا افسانہ ''گھس بیٹھیا'' بھوپال گیس سانحے کے پس منظر میں لکھا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے پورا بھوپال قبرستان میں تبدیل ہو گیا تھا۔ افسانہ ''ڈزنگ'' میں گوتم بدھ کی مثال دے کر دنیا کی آسائشوں کی طرف سے بے نیازی کا درس دیا گیا ہے۔ افسانہ ''مردہ گھر میں مکاشفہ'' میں یہ دکھایا گیا ہے کہ دنیا ہوس، طمع، لالچ اور مظالم سے اس قدر بھری ہوئی ہے کہ اس میں گزارہ ناممکن ہے۔ افسانہ ''کونے کا آدمی'' میں مصنف نے ایک ایسے شخص کی عکاسی کی ہے کہ جو نیک نیت بھی ہے۔ مگر منافقت اور مصلحت کے تحت حق کا ساتھ دینے کی قوت نہیں رکھتا۔ افسانہ ''ماشٹر'' میں ایک جرائم پیشہ فرد کا اعتماد جب ایک مرشد جیسے شخص پر سے اٹھتا ہے تو وہ اسے قتل کرکے باہر آکر رونے لگتا ہے۔ رونے کی وجہ اعتماد کا ٹوٹ جانا ہوتی ہے۔ افسانہ ''عون محمد وکیل، بے بے اور کاکا'' میں ایک نیک عورت اور بد فطرت مولوی کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ لوگ بد فطرت مولوی کی بات کا اعتبار کر لیتے ہیں۔[۱۷]

''باسودے کی مریم'' اسد محمد خان کا ایک نمائندہ افسانہ ہے جس میں انھوں نے ایک غریب، ان پڑھ عورت کی عشقِ رسول کی کیفیت کی بھرپور عکاسی کی ہے۔ مریم کی دنیا صرف تین شہروں تک ہی محدود تھی مکہ، مدینہ اور گنج باسودہ، مریم مکہ اور مدینہ کو ایک شہر سمجھتی تھیں۔ اپنے حضور کا شہر، یعنی حضرت محمد ﷺ کا شہر اور گنج باسودے میں ان کا چھوٹا بیٹا ممدو تھا بستا تھا۔ مریم ایک ان پڑھ خاتون ہیں جو اسد محمد خان کے گھر ملازمہ تھیں۔ وہ ہر وقت نبی جی کے شہر جانے کی لگن رکھتی ہیں مگر پہلی دفعہ پیسے جمع ہونے پر انھیں اپنے بیٹے ممدو کا علاج کروانا پڑتا ہے۔ ممدو فوت ہو جاتا ہے مریم کام پر واپس آجاتی ہیں۔ دوسری دفعہ پیسے جمع ہونے سے قبل ہی مریم اللہ کو پیاری ہو جاتی ہیں۔ اسد محمد خان کی والدہ جب حج سے واپس آتی ہیں تو کہتی ہیں کہ

> 'منجھلے میں! اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے صدقے میں حج کروادیا۔ مدینے طیبہ کی زیارت کرادی اور تمھاری انابوا کی دوسری وصیت بھی پوری کرائی۔ عذاب ثواب جائے بڑی بی کے سر، میاں ہم نے تو ہرے بھرے گنبد کی طرف منہ کرکے کہہ دیا کہ یارسول اللہ باسودے والی مریم فوت ہو گئیں۔ مرتے وخت کہہ رہی تھیں کہ نبی ﷺ جی سرکار میں ضرور آتی۔ میرا ممدو بڑا حرامی نکلا۔ میرے سب پیسے خرچ کرادیے۔[۱۸]

اسد محمد خان لکھتے ہیں کہ بچپن میں انھوں نے ایک بار مریم کے کمرے میں گھس کر ان کی پٹلیا سے گڑ کی بھیلی چرالی تھی تو انھوں نے فوراً میری اماں کو اطلاع دی مگر میری اماں حضور مریم سے سرد جنگ کیے رہیں کہ میرا بیٹا ایسا

گھٹیا فعل سر انجام نہیں دے سکتا۔ مجبور ہو کر چار پانچ روز میں بچے نے اماں کی گود میں سر رکھ کر گڑ کی بھیلی چرانے کا اعتراف جرم کیا تو اماں فوراً مریم کی طرف بھاگیں اور انھیں تائید کر کے کہا، ''نابو! تمھارا منجھلا تو چور نکلا ہمیں معاف کر دو۔'' پھر مریم اماں کے ہاتھوں میں ہاتھ تھامے چومتیں، کبھی کبھی روتیں۔ خود اسد محمد خان کا کہنا ہے کہ مریم کا کردار ایک زندہ کردار تھا۔ ان کے پاس نوٹس موجود تھے۔ ان کی مدد سے وہ اپنی یادداشتیں قلم بند کر رہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ مریم کا شخصی خاکہ لکھیں گے، لیکن یہ خاکہ ایک افسانے کی صورت اختیار کر گیا۔ ''باسودے کی مریم'' کے حوالے سے احمد ندیم قاسمی کا کہنا تھا کہ ''اگر دنیا کی ساری کہانیاں ختم ہو جائیں تو بھی یہ کہانی ہمیشہ باقی رہے گی۔ (۱۹)

اسد محمد خان کے افسانوں میں ''یوم کپور'' ان کا نمائندہ افسانہ ہے جو فلسطین اور اسرائیل کے پس منظر میں لکھا گیا ہے۔ مبین مرزا کا کہنا ہے کہ ''آپ ''یوم کپور'' کے narrator کو دیکھیے، کیا اس کا گریہ ایک فرد کا گریہ ہے؟ یا صدیوں کا سفر طے کرتی تہذیب کے برگزشتہ عنصر کا گریہ ہے جو اس تہذیب کی بے متوازی پگڈنڈی پر سفر طے کر رہا ہے۔(۲۰)'' ''یوم کپور'' میں اسد محمد خاں نے بنی اسرائیل کے ایک قبیلے کی تاریخ بیان کی ہے۔ یہ لوگ پہاڑوں میں آکر آباد ہوئے اور حضور ﷺ کے زمانے میں انھوں نے اسلام قبول کیا اور درۂ خیبر میں آکر آباد ہو گئے۔ انھوں نے رانی کملاپتی کی راکھی کی لاج بھی رکھی۔ وہ کہتے ہیں کہ لڑکے گن میں چھرے بھر کہ وہ لڑکپن میں فاختاؤں کو ہلاک کرتے تھے۔ لیکن اب پیٹ بھر غمزدہ ہوتے ہیں کہ انھوں نے ایسا کیوں کیا۔ ''یوم کپور'' اسد محمد خان کے پہلے افسانوی مجموعے ''کھڑکی بھر آسمان'' کا سب سے پہلا افسانہ ہے۔ یہاں اس افسانے سے ایک اقتباس درج ذیل ہے:

> دوست خان قلعہ رائے سین کی بابت نہیں پوچھتا تھا اور شاید اس کے پاس گھوڑے بھی نہیں تھے۔ اس نے اپنے گھوڑے بیچ کر قافلے کی خوراک کا بندوبست کیا تھا اور میرے ابا بتاتے ہیں کہ جد کلوم دوست خان اور اس کے انیس رفیقوں کے پاس بس بے نیام تیغے اور ستو کی پوٹلیاں باقی تھیں۔ (۲۱)

کہانی کے اختتام پر وہ اپنے لڑکپن کی ایک یاد تازہ کر کے مغموم ہوتے ہیں کہ وہ اور ان کے بھائی گرمیوں کی چھٹیوں میں چھرے بناتے تھے اور اس سے معصوم فاختاؤں کا شکار کرتے تھے۔ کاش کے اس عمر میں انھیں ایسا شعور ہوتا کہ وہ بے ضرر فاختاؤں کو بخش دیتے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہود ''یوم کپور'' مناتی ہے اور میں اس غم میں ''یوم کفارہ''۔(۲۲) یہودی ''یوم کپور'' مناتے ہیں۔ وہ دیوار گریہ کے سامنے رو کر اپنے گناہوں پر پشیمانی کا اظہار کرتے ہیں اور مسلمان یوم کفارہ۔ یہ ایک پر تاثر افسانہ ہے جو اسرائیل اور فلسطین کے پس منظر میں لکھا گیا افسانے کا واحد متکلم اپنے خاندان کی صفات بیان کرتا ہے۔ اس خاندان کی تاریخ، اس خاندان کی اپنے مذہب سے محبت، اس خاندان کی

بے تعصبی ہی اس افسانے کا اصل موضوع ہے۔

اسد محمد خان کا ایک اور نمائندہ افسانہ ''مئی دادا'' ہے۔ مئی دادا تین ناموں سے مشہور تھے۔ مجیتا، مجید اور مئی دادا۔ تمام سرکاری کاغذوں میں ان کا نام عبدالمجید خان یوسف زئی لکھا ہوا تھا لیکن خود مئی دادا کے بقول ان کا نام ابدل مزید مکاں ایسپ جئی ہے۔ مئی دادا گھر کی بارعب شخصیت تھے۔ غصّے کے تیز، نسل پسند تھے۔ ہتھیاروں سے لگاؤ، جنگوں اور خون خرابے، لڑائی جھگڑوں میں شمولیت باعثِ فخر سمجھتے تھے۔ انھیں اپنے پٹھان ہونے پر فخر ہی نہیں بلکہ غرور تھا۔ اسلحے کے شوقین تھے۔ انھیں پٹھانوں کے شجرے سے بڑا شغف تھا اور جو بچہ اپنا نام لکھنے کے قابل ہو جاتا اسے شجرہ لکھنے کی مشق پر مجبور کر دیتے۔ حکومت نے ہتھیار جمع کروانے کا حکم دیا اس پر مئی دادا بہت افسردہ ہو گئے کچھ ہتھیار تو جمع کروا دیے لیکن انھیں بے نقط سنائیں پھر دو چار دن بعد رشتے داروں کے ہتھیار جمع کروانے گئے تو مال خانے سے لوٹ کر نہیں آئے۔ اسد محمد خان کی والدہ نے اپنے پولیس بھائی سے کہہ کر انھیں آزاد کروایا۔ مئی دادا کی رہائی کے بعد انھیں آرام کرنے زمینوں پر بھیج دیا گیا۔ اور ان کے انتقال سے پہلے انھیں کوٹھری میں بھجوا دیا گیا۔ مئی دادا بہت بیمار ہو گئے تھے اور اُٹھنے کے قابل تک نہ تھے۔ ان کی محبوبہ جمعرت نے ان کی صفائی ستھرائی کی ذمے داری سنبھال لی تھی وہ دن میں ان خدمت کرتی اور بابارات میں، قدرت کی طرف سے بے ہوشی میں ان کا راز فاش ہو گیا کہ ان کی ختنہ نہیں ہوئی تھیں وہ مسلمان نہیں تھے۔ ان کی پرورش پٹھانوں میں ہوئی تھی۔ اور وہ مر کر بھی پٹھان کہلوانا چاہتے تھے۔ اس وقت کیسے وضع دار لوگ تھے کہ جنھوں نے مئی دادا کا پردہ رکھا۔ یوں مرتے مرتے ان کا راز اسد محمد خان تک پہنچ گیا۔ وہ پٹھان خون تو دُور کی بات مسلمان بھی نہ تھے۔ اپنے گھمنڈ کے لیے وہ تمام حربے استعمال کرتے تھے جو کہ پٹھانوں کی شان تھے۔[۲۳] عباس رضوی نے ''مئی دادا'' کے کردار کو اسد محمد خان کا نمائندہ کردار قرار دیا ہے۔ جو نا قابل فراموش ہے اور ایک طرح سے ان کی پہچان بن گیا ہے۔ ''کسی افسانوی کردار کو ہشت پہلو شخصیت قرار دینا شاید ایسا عمل ہو گا جسے حلق سے اتارنا اردو افسانے کے باشعور قاری کے لیے بہت مشکل ہو گا مگر معاملہ کچھ یوں ہے کہ ''مئی دادا'' کا کردار افسانوی ہوتے ہوئے بھی افسانوی نہیں ہے کیوں کہ افسانہ نگار نے اس ایک کردار میں زندگی کے اتنے رنگ بھر دیے ہیں جن کا شمار مشکل ہے اور دوسری اور بہت اہم بات یہ کہ یہ کردار افسانے سے زیادہ زندگی کا کردار ہے جس کے کچھ نہ کچھ شواہد اس افسانے میں کلبلاتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔''[۲۴]

ترلوچن

اس کہانی کا ایک مرکزی کردار ہے جس کا نام عین الحق ہے۔ افسانہ ایک فہرست کی چوری سے شروع ہوتا

ہے جسے کسی چور نے اس کی پیٹی سے چرایا تھا۔ اس فہرست کے چوری ہو جانے کی وجہ سے وہ بہت مایوس اور اُداس تھا۔ اس فہرست میں ان تمام جانداروں اور انسانوں کے نام ان کے مسائل سمیت درج تھے جن سے وہ لوگ دوچار تھے۔ عین الحق ان تمام انسانوں، جانوروں، پودوں کی تکالیف کو رفع کرنے کی غرض سے ایک فہرست بناتا ہے تاکہ وہ کوئی مسئلہ بھول نہ جائے۔ فہرست سے چیزیں اس کی یادداشت میں رہیں گی اور وہ وقتاً فوقتاً ان کو حل کرے گا۔

> اس نے سب سے پہلے نمبر شمار پر بلی کے درج کیا اور اس کے کوائف لکھے اور کارہائے مجوزہ میں درج کیا کہ اسے نئی کھال وغیرہ دینی ہے اور تاریخ عمل درآمد کا خانہ خالی چھوڑ دیا۔ دوسرے نمبر پر عین الحق نے ہیڈ کانسٹیبل لطافت میر خان کی بیوہ رقیہ بیگم کا مسئلہ درج کیا، وہ اسی بلاک کے ایک لاولد مکان میں تنہا رہتی تھی۔ اسے عرق النسا کی شکایت تھی اور دُکھ اور تنہائی میں اس کا چہرہ لٹک گیا تھا۔ یہاں کارہائے مجوزہ کے خانے میں اس نے طے کیا کہ رقیہ بیگم کو عرق النسا سے چھٹکارا دینا ہے اور ایک لے پالک کے بیٹے بیٹیوں سے اس کے صحن کو آباد کرتا ہے۔ (۲۵)

درج ذیل اقتباس کی طرح اور بہت سے لوگوں کے نام اور مسائل درج تھے جنھیں وہ حل کرنا چاہتا تھا۔ دراصل یہ ایک دردمند اور شفیق انسان کی کہانی ہے جو حساس طبیعت ہے اور انسانی ہمدردی کے جذبے سے سرشار بھی وہ نہ صرف انسان بلکہ حیوانات کا بھی دردمند ہے۔ بچے، بوڑھے، مرد، عورت جوان سب اس کی فہرست کا حصّہ ہیں جنھیں یہ تکالیف سے چھٹکارا دلا کر ان کی زندگیوں میں راحت لانا چاہتا ہے۔ ترلوچن کا عین الحق مسلمان ہے، مگر وہ اپنے عمل و کردار میں شیو کی طرح ہے وہ ترلوچن یعنی تین آنکھوں والا ہے۔ نام کے اعتبار سے وہ حق کی آنکھ یا حق کا جوہر واصل ہے۔ شیو جی کی تین آنکھیں ہیں؟ ان کی دائیں آنکھ سورج کی بائیں آنکھ چاند کی اور پیشانی پر آنکھ آگ کی علامت ہے۔ آخر الذکر یعنی تیسری آنکھ دانش کی نمائندہ ہے جو اس وقت کھلتی ہے جب شر کی قوتوں کو بھسم کرنا ہو۔ (۲۶)

چاکر

افسانہ چاکر کا کردار "فضل علی" قابلِ ستائش۔ یہ کہانی ۱۸۹۶ء کی ہے جب میانوالی اور اس کے گرد و پیش قحط سالی کا دور دورا تھا اور اسی وقت میں "فضل علی" رات بھر اس خشک مٹی سے اناج اگانے کی کوشش میں سردھڑ کی بازی لگائے ہوئے تھا۔ دور دریا سے پانی لاکر اسے سیراب کرنے کے لیے آمادہ تھا۔ اس کو رب تعالیٰ سے اُمید تھی کہ وہی اس بنجر زمین سے فصلِ نکالے گا کیوں کہ کچھ بھی اس کی قدرت سے باہر نہیں۔ فضل علی نے دنیاوی معاملات کو

چھوڑ کر سلوک کی منازل طے کرنا شروع کر دیں۔ فضل علی وہ کم بولتا تھا اور لوگوں کی خدمت خلق میں لگا رہتا تھا۔ اس نے مولوی بخشے اور خواجہ عثمانی دامانی، پھر دندے والی سید اور سیّد لعل شاہ دندانی، پھر انیس خواجہ سراج الدین سے فیض حاصل کیا۔ انیس خواجہ عثمانی نے فضل علی کو دہلی بلوایا اور اپنے ہاتھوں سے دستار فضیلت باندھی۔ فضل علی اعلیٰ مرتب ہو گیا اور وہ خواجہ فضل علی قریشی روشن ضمیر، خلیفۂ ارشد حضرت بابا خواجہ سائیں سراج الدین دامانی کہلائے۔ اس نے لوگوں کی خوب خدمت کی۔ اس افسانے میں ایک عام انسان سے خلیفہ بننے کا عمل بہت خوب صورتی سے بیان کیا ہے۔ فضل علی نے ایک قدم اللہ کی راہ میں بڑھایا اور اللہ نے اس کا ہر قدم ساتھ دیا۔ محمود کاوش کا کہنا ہے کہ ''اسد محمد خان کے افسانوں میں صوفیانہ واردات کا بیان بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ یوں تو ان کے کئی افسانوں میں روحانی کیفیات کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے لیکن ان کا افسانہ ''چاکر'' تو اوّل سے آخر تک روحانیت میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس میں قدم قدم پر معرفتِ حق کے نمونے نظر آتے ہیں۔''[۲۷]

گھڑی بھر کی رفاقت

یہ افسانہ ایک تاریخی کہانی پر مبنی ہے جو کہ شیر شاہ سوری کے عہد خلافت میں پیش آئی۔ اس کا مرکزی کردار عیسیٰ خان لکبور سروانی ہے جو کہ سنبھل کا حاکم تھا۔ یہ مسلسل دو تین راتوں کی مسافت گھوڑے کی پیٹھ پر سہ کر پہنچا تھا۔ سلطان شیر شاہ سوری صحت کی خبر سن کر وہ اسی طرح، اسی حالت میں ان سے ملاقات کے لیے چل دیتا ہے۔ راستے میں لکھنوئی حمام تھا! جہاں اس کے تازہ دم ہونے کی سہولت منتظر تھی مگر وہ اسی حالت میں وقت ضائع کیے بغیر سلطان شیر شاہ سوری کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا۔ بادشاہ کے خلاف دل میں یہ بدگمانی آتی ہے کہ وہ دی ہوئی مراعات بھی واپس لے لیں گے۔ تو مجھے کون سی کمی واقع ہو جائے گی۔ بدگمانی کے آتے ہی وہ گھوڑا جو چیتا منی نے اسے نوازہ تھا اس سے اترتا ہے اور پیدل بادشاہ سے ملاقات کے لیے روانہ ہو جاتا ہے۔[۲۸]

موضوعاتی سطح پر دیکھا جائے تو اصل محمد خان کے افسانے مختلف موضوعات پر لکھے گئے ہیں۔ ان کے افسانے ''یوم کپور'' کا موضوع فلسطین اور اسرائیل کی تاریخی اہمیت ہے۔ ''باسودے کی مریم'' کا بنیادی موضوع عشقِ رسول ہے۔ ''مئی دادا'' ایک ہندو کی مسلمان کے نام اور حیثیت سے قابلِ فخر زندگی کی عکاسی کی گئی ہے۔ افسانہ ''ترلوچن'' کا مرکزی موضوع سماجی بہبود کے کام ہیں۔ ''چاکر'' ایک سالک کی کہانی ہے جو سلوک کی مناظر بتدریج طے کرتے ہوئے خلافت حاصل کر لیتا ہے۔ افسانہ ''گھڑی بھر کی رفاقت'' میں ایک تاریخی کہانی بیان کی گئی ہے کہ انسان کو اپنے احسان کرنے والوں کو نہیں بھولنا چاہیے۔ ان کے افسانے ''ہے للّاللّا'' میں کلاسکی موسیقی کی موت اور مادیت پرستی اور جنسی بے راہ روی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ان کا افسانہ ''گھس بیٹھیا'' سانحہ بھوپال ہے۔ افسانہ ''ڈزنگ'' میں بے

نیازی کا درس دیا گیا ہے۔ افسانہ "مردہ گھر میں مکاشفہ" ہوس، طمع، لالچ اور مظالم سے بھری ہوئی دنیا میں گزارہ ناممکن ہے۔ افسانہ "کوفے کا آدمی" میں ایک آدمی منافقت اور مصلحت کے تحت حق کا ساتھ دینے کی قوت نہیں رکھتا۔ افسانہ "ماشٹر" کا موضوع اعتماد کا قتل ہے۔ افسانہ "عون محمد وکیل، بےبے اور کاکا" میں ایک نیک عورت اور بد فطرت مولوی کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ اسد محمد خان نے اس کے سوا بھی بے شمار افسانے تحریر کیے ہیں۔ اس مختصر سے مضمون میں ان کی بابت تحریر کرنا ممکن نہیں البتہ ان کے نمائندہ افسانوں کا مختصر تذکرہ موضوعات کے تناظر میں کیا گیا ہے۔

حواشی

۱۔ اسد محمد خان سے ایک مصاحبہ ۲۰/ جنوری ۲۰۱۹ء، بوقت ۲:۱۵

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً

۵۔ ایضاً

۶۔ عبدالرحمٰن، اسد محمد خان کی ادبی خدمات، (غیر مطبوعہ مقالہ برائے پی ایچ ڈی)، مخزونہ علی گڑھ: شعبۂ اُردو، علی گڑھ یونی ورسٹی، ص۸

۷۔ اسد محمد خان، کھڑکی بھر آسمان، (لاہور: القا پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء)

۸۔ اسد محمد خان، برج خموشاں، (لاہور: القا پبلی کیشنز ۲۰۱۵ء)

۹۔ اسد محمد خان، غصّے کی نئی فصل، (لاہور: القا پبلی کیشنز ۲۰۱۵ء)

۱۰۔ اسد محمد خان، نربدا، (لاہور: القا پبلی کیشنز ۲۰۱۵ء)

۱۱۔ اسد محمد خان، تیسرے پہر کی کہانیاں، (کراچی: اکادمی بازیافت ۲۰۰۶ء)

۱۲۔ اسد محمد خان، ایک ٹکڑا دُھوپ کا، (لاہور: القا پبلی کیشنز ۲۰۱۵ء)

۱۳۔ اسد محمد خان، ٹکڑوں میں کہی گئی کہانیاں، (لاہور: القا پبلی کیشنز ۲۰۱۵ء)

۱۴۔ اسد محمد خان، یادیں: گزری صدی کے دوست، (لاہور: القا پبلی کیشنز ۲۰۲۰ء)

۱۵۔ ایک مصاحبہ (راقمہ کی اسد محمد خان سے براہِ راست ملاقات) محولہ بالا

۱۶۔ ایضاً

۱۷۔ عبدالرحمن، اسد محمد خان کی علمی و ادبی خدمات، ص۸۱۔۹۹

۱۸۔ اسد محمد خان، باسودے کی مریم، مشمولہ کھڑکی بھر آسمان، (کراچی: ابن حسن پریس، ۱۹۸۲ء)، ص۱۱۳

۱۹۔ ڈاکٹر محمود احمد کاوش، اسد محمد خان ایک منفرد افسانہ نگار، مشمولہ اجرا، ۲۹، نومبر۔دسمبر ۲۰۲۳ء، بیونڈ ٹائم پبلی

کیشنز، کراچی، ص۱۰۶

۲۰۔ مبین مرزا، نئی زمیں نئے آسماں تراشتا ہوں، مشمولہ جو کہانیاں لکھیں، (کراچی: اکادمی بازیافت، ۲۰۰۶ء)، ص۱۸

۲۱۔ اسد محمد خان، کھڑکی بھر آسمان، (کراچی: ابن حسن پریس، ۱۹۸۲ء) ص۹۹ تا ۱۰۴

۲۲۔ ایضاً

۲۳۔ اسد محمد خان، مئی دادا، مشمولہ کھڑکی بھر آسمان، (لاہور: القا پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء)، ص۱۳

۲۴۔ عباس رضوی، اسد محمد خان ایک لافانی کردار، مشمولہ اجرا، محولہ بالا، ص۳۳

۲۵۔ اسد محمد خان، ترلوچن مشمولہ کھڑکی بھر آسمان، (لاہور، القا پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء)، ص۴۰

۲۶۔ ڈاکٹر ناصر عباس زیر، گھر واپسی اور سفر کی آرزو مشمولہ اجرا، محولہ بالا، ص۲۰۵

۲۷۔ ایضاً

۲۸۔ اسد محمد خان، گھڑی بھر کی رفافت، مشمولہ برجِ خموشاں، (لاہور: القا پبلی کیشنز ۲۰۲۵ء،) ص۳۹

مآخذ

۱۔ خان، اسد محمد، کھڑکی بھر آسمان، لاہور: القا پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء

۲۔ ____، برج خموشاں، ____

۳۔ ____، غصّے کی نئی فصل، ____

۴۔ ____، نربدا، ____

۵۔ ____، تیسرے پہر کی کہانیاں، کراچی: اکادمی بازیافت، ۲۰۰۶ء

۶۔ ____، ایک ٹکڑا دُھوپ کا، لاہور: القا پبلی کیشنز ۲۰۱۵ء

۷۔ ____، ٹکڑوں میں کہی گئی کہانیاں، ____

۸۔ ____، یادیں: گزری صدی کے دوست، ____، ۲۰۲۰ء

۹۔ ____، کھڑکی بھر آسمان، کراچی: ابنِ حسن پریس، ۱۹۸۲ء

۱۰۔ مرزا، مبین، نئی زمیں نئے آسماں تراشتا ہوں، مشمولہ جو کہانیاں لکھیں، کراچی: اکادمی بازیافت، ۲۰۰۶ء

رسائل و جرائد

۱۔ اجرا، ۲۹، نومبر۔ دسمبر ۲۰۲۳ء، بیونڈ ٹائم پبلی کیشنز، کراچی

غیر مطبوعہ

۱۔ عبدالرحمن، اسد محمد خان کی علمی و ادبی خدمات، (غیر مطبوعہ مقالہ برائے پی ایچ ڈی)، مخزونہ، شعبۂ اردو، علی گڑھ یونی ورسٹی، ہندوستان، ۲۰۱۶ء

مصاحبہ

۱۔ اسد محمد خان سے ایک مصاحبہ ۲۰/ جنوری ۲۰۱۹ء، بوقت ۲:۱۵

Refrences:

1. An Interview with Asad Muhammad Khan, on 20th January 2019, at 2:15
2. Ibid
3. Ibid
4. Ibid
5. Ibid
6. Abdul Rahman, *Asad Muhammad Khan ki Adabi Khidmat*, (Unpublished PhD thesis), (Aligarh: Shoba-e-Urdu, Aligarh University), p. 8
7. Asad Muhammad Khan, *Khidki Bhar Aasman*, (Lahore: Ilqa Publications, 2015)
8. Ibid, *Burje-e-Khamoshan*, (Lahore: Ilqa Publications, 2015)
9. Ibid, *Gusse ki Nai Fasl*, (Lahore: Ilqa Publications, 2015)
10. Ibid, *Narbada*, (Lahore: Ilqa Publications, 2015)
11. Ibid, *Teesre Pehar ki Kahaniyan*, (Karachi: Academy Bazyaft, 2006)
12. Ibid, *Ek Tukda Dhoop Ka*, (Lahore: Ilqa Publications, 2015)
13. Ibid, *Tukron Mein Kahi Gayi Kahaniyan*, (Lahore: Ilqa Publications, 2015)
14. Ibid, *Yaadein Guzri Sadi ke Dost*, (Lahore: Ilqa Publications, 2020)
15. An Interview with Asad Muhammad Khan, As mentioned above.
16. Ibid
17. Abdul Rahman, *Asad Muhammad Khan ki Ilmi-o-Adabi Khidmat*, p. 81-99
18. Asad Muhammad Khan, *Basode ki Maryam*, in *Khidki Bhar Aasman*, (Karachi: Ibn Hasan Press, 1982), p. 113
19. Dr. Mahmood Ahmed Kawish, *Asad Muhammad Khan ek Munfarid Afsana Nigar*, in *Ijra*, No. 29, Nov.-Dec. 2023, Beyond Time Publications, Karachi, p. 6-10
20. Mubeen Mirza, *Nayi Zameen Naya Aasman Tarasta Hoon*, in *Jo Kahaniyan Likheen*, (Karachi: Academy Bazyaft, 2006), p. 18
21. Asad Muhammad Khan, *Khidki Bhar Aasman*, (Karachi: Ibn Hasan Press, 1982), p 99-104
22. Ibid
23. Ibid, *Mai Dada*, mashmoola *Khidki Bhar Aasman*, (Lahore: Ilqa Publications, 2015), p. 13

24. Abbas Rizvi, *Asad Muhammad Khan: Ek Lafani Kirdar*, in *Ijra*, No. 29, p. 33
25. Asad Muhammad Khan, *Tarlochan*, *Khidki Bhar Aasman*, (Lahore: Ilqa Publications, 2015), p. 40
26. Dr. Nasir Abbas Zubair, *Ghar Wapsi aur Safar ki Arzoo*, in *Ijra*, No. 29, p. 205
27. Ibid
28. Asad Muhammad Khan, *Ghadi Bhar ki Rafaqat*, in *Burj-e-Khamoshan*, (Lahore: Ilqa Publications, 2025), p. 39

Bibliography:

1. Khan, Asad Muhammad, *Khidki Bhar Aasman,* Karachi: Ibn Hasan Press, 1982
2. ____, *Teesre Pehar ki Kahaniyan*, Karachi: Academy Bazyaft, 2006
3. ____, *Ek Tukda Dhoop Ka*, Lahore: Ilqa Publications, 2015
4. ____, *Tukron Mein Kahi Gayi Kahaniyan*, ____
5. ____, *Yaadein Guzri Sadi ke Dost*, ____, 2020
6. ____, *Khidki Bhar Aasman*, ____, 2015
7. ____, *Burj Khamoshan*, ____, ____
8. ____, *Narbada*, ____, ____
9. ____, *Gusse ki Nai Fasal*, ____, ____
10. Mirza, Mubeen, *Nai Zameen Nae Asman Tarashta Hun* in *Jo Kahanian Likhin*, Karachi: Academy Bazyaft, 2006

Magazine

1. *Ijra*, No. 29, Nov.-Dec. 2023, Beyond Time Publications, Karachi

Unpublished Work

1. Abdul Rahman, *Asad Muhammad Khan ki Adabi Khidmat*, ghair matbooa maqala baraye PhD, Aligarh: Shoba-e-Urdu, Aligarh University

Interview

1. *An Interview with Asad Muhammad Khan*, on 20th January 2019, at 2:15

❁❁